12اپریل1962

از عدالت الاعظمیٰ

ریاست مغربی بنگال

بنام

ایس۔این۔باسک

(جے۔ایل۔کپور، کے۔سی۔داس گپتا اور رگھوبر دیال، جسٹسز)

پولیس تحقیقات۔ پولیس رپورٹ،انفورسمنٹ شاخ، کالعدم قرار دینے کی تحریک۔ عدالت عالیہ، کے اختیارات، تعزیرات ہند 1860 (ایکٹ XLV آف 860)،دفعات 420، 120 بی۔ ضابطہ فوجداری، 1898 (ایکٹ V آف 1898)،دفعات 154، 156، 439اور 561اے۔

انفورسمنٹ شاخ کے ایک سب انسپکٹر آف پولیس نے ایک پولیس اسٹیشن کے انچارج پولیس افسر کے سامنے ایک رپورٹ داخل کی جس میں الزام لگایا گیا کہ مدعاعلیہ نے تین دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر تعزیرات ہند کی دفعہ 420،آئی 20بی اور دفعہ 420 کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔اس کے بعد ایک ایف آئی آر تیار کی گئی اور تحقیقات شروع کی گئیں۔مدعاعلیہ نے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور اسے ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔اس کے بعد انہوں نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 439اور 561اے کے تحت ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کی تاکہ پولیس اسٹیشن میں درج معاملے سے پیدا ہونے والے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے زیر التوا معاملے کو منسوخ کیا جا سکے۔یہ درخواست ہائی کورٹ نے منظور کی تھی۔اس کے بعد درخواست گزار ریاست مغربی بنگال نے آئین کے آرٹیکل 134(1)(سی) کے تحت ہائی کورٹ کے ذریعہ منظور کردہ سرٹیفکیٹ کے ذریعہ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔

انہوں نے کہا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 اور 156 کے تحت مجسٹریٹ کے اختیار کے بغیر کسی مبینہ قابل قبول جرم کے حالات کی تحقیقات کے لئے پولیس کو دیئے گئے قانونی اختیارات کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 439 کے تحت یا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 561 اے کے تحت تفویض کردہ اختیارات کے استعمال سے مداخلت نہیں کی جاسکتی ہے۔لہذا ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کی درخواست کو منظور کرنے میں غلطی کی۔

کنگ امپیریر بنام خواجہ نذیر احمد، (1944) ایل آر 71 آئی اے 203 کی اجازت دی گئی۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1961 کی فوجداری اپیل نمبر 30۔

کلکتہ ہائی کورٹ کے 6 ستمبر 1960 کے فیصلے اور حکم کے خلاف فوجداری نظر ثانی نمبر 647 میں اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے بی۔سین، پی۔کے۔چٹرجی اور پی۔کے۔بوس۔

جواب دہندہ کے لئے ڈی۔جی۔رائے اور پی۔کے۔مکھرجی۔

12 اپریل 1962ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس کپور : یہ اپیل کلکتہ ہائی کورٹ کے اس فیصلے اور حکم کے خلاف ہے جس میں تعزیرات ہند کی دفعہ 420 اور دفعہ 120 بی اور تعزیرات ہند کی دفعہ 420 کے تحت مدعا علیہ کے خلاف شروع کی گئی جانچ کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔

26 مارچ 1960ء کو پولیس فورسمنٹ برانچ کے سب انسپکٹر بی ایل گھوش نے چکدھا پولیس اسٹیشن کے انچارج کے سامنے ایک تحریری رپورٹ داخل کی، جس میں الزام لگایا گیا کہ مدعا علیہ نے تین دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر مغربی بنگال حکومت کو 20,000 روپے کا دھوکہ دیا ہے۔جواب دہندہ اس وقت کلیانی

ڈویژن کے کانچراپاڑہ ڈیولپمنٹ ایریا میں اسسٹنٹ کم ایگزیکٹیو انجینئر تھا۔اس رپورٹ کی بنیاد پر ایف آئی آر تیار کی گئی اور پولیس نے تحقیقات شروع کیں۔ 4 اپریل 1960 کو مدعاعلیہ نے رانا گھاٹ کے جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں ہتھیار ڈال دیے اور 1000 روپے کی ضمانت پر رہا ہو گئے۔اس کے بعد مدعاعلیہ نے 9 مئی 1960 کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 439 اور 561 اے کے تحت ایک درخواست دائر کی اور ضلع مجسٹریٹ نادیہ کے خلاف فیصلہ کرنے کی استدعا کی تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ 26 مارچ کو چکدہ پولیس اسٹیشن کیس نمبر 33 سے متعلق سینئر مجسٹریٹ رانا گاگھاٹ کی عدالت میں زیرالتوا عدالتی مقدمہ کیوں زیرالتوا ہے۔ 1960 کو منسوخ نہ کیا جائے۔ ہائی کورٹ نے کہا:

بنچ نے کہا' ہمارے خیال میں، مغربی بنگال فوجداری قانون ترمیم (خصوصی عدالتیں) ایکٹ 1949 کے تحت قابل سزا جرم کے سلسلے میں پولیس کو دی گئی جانچ کا قانونی اختیار دستیاب نہیں ہے، اور ایسا ہونے کی وجہ سے، متعلقہ تفتیش دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ یہ کہتے ہوئے، ہم نذیر احمد کے معاملے، 71 انڈین اپیلز، 203 میں پریوی کونسل کے ان کے ریمارکس سے متفق ہیں۔

اور اس لئے اس معاملے کی پولیس جانچ کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ یہ اس فیصلے اور حکم کے خلاف ہے کہ ریاست آرٹیکل 134 (ایل)(سی) کے تحت ہائی کورٹ کے ذریعہ دیئے گئے سرٹیفکیٹ پر اس عدالت میں اپیل میں آئی ہے۔

جس وقت مدعاعلیہ نے ہائی کورٹ میں عرضی دائر کی تھی اس وقت پولیس انفورسمنٹ برانچ کے سب انسپکٹر کی جانب سے پولیس کو صرف ایک تحریری رپورٹ پیش کی گئی تھی اور اس رپورٹ کی بنیاد پر تھانے کے انچارج افسر نے ایف آئی آر درج کی تھی اور تفتیش شروع کی تھی۔اس وقت کوئی مقدمہ زیرالتوا نہیں تھا سوائے اس کے کہ مدعاعلیہ عدالت کے سامنے پیش ہوا تھا، ہتھیار ڈال دیے تھے اور اسے ضمانت پر قبول کر لیا گیا تھا۔ قابل تعزیر جرائم کی تحقیقات کے اختیارات ضابطہ فوجداری کے چودھویں باب میں شامل ہیں۔ دفعہ 154 جو اس باب میں ہے وہ قابل شناخت جرائم سے متعلق معلومات اور دفعہ 156 سے متعلق ہے اور ان دفعات کے تحت پولیس کو مجسٹریٹ کے اختیار کے بغیر کسی بھی مبینہ قابل قبول جرم کے حالات کی تحقیقات کرنے کا قانونی حق حاصل ہے اور تفتیش کرنے کے لئے پولیس کے اس قانونی اختیار کو دفعہ 439 کے تحت یا عدالت کے فطری اختیار کے تحت مداخلت نہیں کی جاسکتی ہے۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 561 اے کے تحت جہاں تک

پولیس کے تفتیش کے قانونی حق کے حوالے سے عدلیہ کے اختیارات کا تعلق ہے، کنگ امپیر ر بنام خواجہ نذیر احمد،(1944)ایل آر 71 آئی اے 203،212)میں پریوی کونسل نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

انہوں نے کہا کہ عدلیہ اور پولیس کے افعال ایک دوسرے کے موافق نہیں ہیں اور انفرادی آزادی اور امن و امان کی مناسب پاسداری کا امتزاج صرف اس صورت میں حاصل کیا جاسکتا ہے جب ہر ایک کو اپنا کام کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، ظاہر ہے کہ عدالت کے اس حق سے مشروط ہے کہ وہ کسی مناسب معاملے میں مداخلت کرے۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت ہیبیاس کارپس کی نوعیت میں ہدایات دینا۔ تاہم، اس طرح کے معاملے میں، عدالت کے کام اس وقت شروع ہوتے ہیں جب اس کے سامنے کسی الزام کو ترجیح دی جاتی ہے، اور اس وقت تک نہیں۔بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دفعہ 561اے نے عدالت کو زیادہ اختیارات دیے ہیں جو اس دفعہ کے نافذ ہونے سے پہلے اس کے پاس نہیں تھے۔لیکن ایسا نہیں ہے، یہ دفعہ کوئی نیا اختیار نہیں دیتی ہے، اس میں صرف یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جو اختیارات عدالت کے پاس پہلے سے موجود ہیں، انہیں محفوظ رکھا جائے گا اور ان جناب والا شان کے خیال کے مطابق داخل کیا جائے گا، ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھا جائے کہ عدالت کے پاس صرف وہ اختیارات ہیں جو واضح طور پر ضابطہ فوجداری کے ذریعہ تفویض کیے گئے ہیں اور اس ایکٹ کی منظوری کے بعد کوئی بھی فطری اختیارات باقی نہیں رہے تھے۔

اس تشریح کے ساتھ، جو پولیس کے قانونی فرائض اور اختیارات اور عدالت کے اختیارات پر رکھی گئی ہے، ہم متفق ہیں۔لہذا ہائی کورٹ نے اس جرم کی تحقیقات میں پولیس کے اختیارات میں مداخلت کی جس کا الزام تھانے کے انچارج کو بھیجی گئی جانکاری میں لگایا گیا تھا۔

لہذا ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔تحقیقات اب قانون کے مطابق آگے بڑھیں گی۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document